Al-Raqim (Research Journal of Islamic Studies)
Volume 02, Issue 01, January-June 2024.
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/alraqim
Publisher: Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Rahim Yar Khan Campus, Pakistan

تفسیر تبیان الفرقان (مولانا عبد المجید لدھیانوی) میں آیات مخاصمہ کی روشنی میں عیسائیت کا تعارف اور عقائد، تحقیقی مطالعہ

A Research Study of Introduction and Beliefs of Christianity in the Light of Verses of Conflict in Tafseer Tibbiyan-Ul-Furqan (Maulana Abdul Majeed Ludhianawi)

Muhammad Abdullah

Lecturer, Army Public School & College, City Campus, RYK

Email: m.abdullahryk92@gmail.com

Muhammad Bilal

Director, AL-Hidaya Islamic Center, RYK

Email: hafiz.mb313@gmail.com

Abstract:

Hazrat shah waliullah has mentioned five basic sciences (knowledge sources) of the Holy Quran in "Al-Fawz-ul-Kabeer'', which are known as "Khamsa sciences''. Ilm-ul-Mukhasma is the knowledge which refute the beliefs and evil doubts of the derailed and false groups/sects, to answer their arguments in a positive way and to project the truth (fact) and explanation of the truth so that vague and logical descriptive arguments are accepted by other party. We need to make biasness (difference) and let him misunderstand the mistake for this, Quran has dealt these misguided groups in detail or in short (briefly). The holy Quran is the source of guidance for everyone until the Day of Judgment (resurrection), so rejection (negation) of every wrong belief is in it. The details are the wrong beliefs of these derailed groups, refutation and logical rational arguments for such reasons which they practiced .

According to knowledge (science) of Mukhasma, the four derailed (misguided) groups of polytheists, the hypocrites, the Christians were arguments (debated) in the Holy Quran. Maulana Abdul Majeed Ludhianwi has narrated the verses of Ilm-ul-mukhasmah in his Tafseer (commentary)'' Tibiyan- ul-furqan Fi Tafseer-al Quran'' with significance and has provided satisfactory answers to their objections and claims (doubts). He has depicted right positions of Islam by giving comprehensive and logical reasoning answers. This work imported a researched and reasoned comment on scientific importance, Islamic jurisprudence matters opinions and interpretations of present times, so it was a must that Christians must be answered in a justified well manner to make them on right way.

Keywords: *Tibbiyan-Ul-Alfurqan, Quran, Christens, Verses of Conflict, Hadith, Abdul Majeed Ludhyanwi.*

Al-Raqim Research Journal, Department of Islamic Studies, IUB, RYK Campus is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

موضوع کا تعارف:

کرہ ارض پر مختلف رنگ و نسل کے لوگ مختلف علاقوں، ممالک اور براعظموں پر آباد ہیں۔ تاریخ کے مطالعہ سے علم ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم میں بھی مختلف قبائل اور مختلف ممالک کے حکمران آپس میں تعلق رکھتے تھے اور ان کے مابین بعض اخلاقی اور معاہداتی تعلقات بھی موجود ہوتے تھے۔ عہد اسلامی میں بین الاقوامی قوانین کو خوب وسعت ملی، اس کی مختلف شاخیں وجود میں آئیں۔ خارجہ پالیسی، ڈپلومیسی، سفارت کاری، پروٹوکول اور جنگوں، زخمیوں اور قیدیوں کے حوالہ سے قواعد اور اصول وضوابط مرتب ہوئے۔ حالت امن میں بین الممالک معاہدات کے ذریعے دنیا بھر کے لوگوں کو امن وامان میسر آیا، فتنہ وفساد کا خاتمہ ممکن ہوا۔ جبکہ حالت جنگ میں بھی لڑنے والوں، زخمیوں ہونے والوں، قیدیوں اور پرامن شہریوں کے حقوق طے ہوئے۔

بعد ازاں سوئٹزرلینڈ جیسے ممالک، لیگ آف نیشنز اور اقوام متحدہ کی کاوشوں سے بین الاقوامی قوانین وسعت پذیر ہیں۔ دنیا کے ممالک آہستہ آہستہ جنیوا معاہدات جیسی کاوشوں کی اہمیت محسوس کر رہے ہیں اور اس میں شامل ہو رہے ہیں۔ ایسے میں ان قوانین کے عملی نفاذ اور ان کے پر اثر ہونے کی اہمیت شدت سے محسوس ہو رہی ہے۔ دنیا بھر میں موجود امن پسند اور خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ایک طبقہ بین الاقوامی قوانین کی ضرورت واہمیت کو نہ صرف محسوس کرتا ہے بلکہ ان کے عملی نفاذ کی کاوشوں میں بھی مصروف ہے۔ عصر حاضر میں یہ قوانین بین الاقوامی قانون انسانیت (*International Humanitarian Law*)، قانونِ جنگ (*Law of War*) اور مسلح تصادم کے قانون (*Law of Armed Conflict*) کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ زیر نظر مضمون فقہ وشریعہ کی روشنی میں بین الاقوامی قانون کی تاریخ، دائرہ اختیار اور ضرورت واہمیت سے متعلق ہے۔

- **2.1۔ قانون کا علم (فقہ وشریعہ) کی تعریف:**

قانون کو انگریزی میں *Law* جبکہ قانون کے علم کو *Jurisprudence* کہتے ہیں جو لاطینی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معانی قانون کا علم کے ہیں [1] اور عربی میں قانون کے علم کو فقہ وشریعہ کہا جاتا ہے۔ یہ اُن اُصولوں اور ضابطوں کا مجموعہ ہوتا ہے، جنھیں انصاف قائم رکھنے کے لیے ریاست کی جانب سے لاگو کیا جاتا ہے، جبکہ اسلامی قوانین (فقہ وشریعہ) کے ماخذ قرآن، حدیث، اجماع، اجتہاد اور قیاس شرعی ہیں۔ بین الاقوامی قوانین دنیا بھر میں رائج اخلاقی ضابطوں اور ریاست کے دوسری ریاستوں سے معاہدات کی روشنی میں معرض وجود میں آتے ہیں۔

- 2.2۔ **ملکی قوانین کے علم کی درجہ بندی:**
- ملکی قوانین کی اپنی درجہ بندی کے لحاظ سے بنیادی طور پر دو اقسام ہیں! دستوری قانون اور عوامی قانون۔
- دستوری قانون: (*Constitutional Law*) جو ریاست کی تنظیم، حکومت کے اختیارات اور ریاست کے اقتدار اعلیٰ کے استعمال پر افراد کے حقوق کا تعین کرتے ہیں۔
- عوامی قانون (*Public Law*): اس کی مختلف اقسام ہیں، اول: ان کا اطلاق ایسے معاملات پر ہوتا ہے جو عام لوگوں اور حکومت کے باہمی تعلق سے ہوں جیسے ٹیکسوں کی ادائیگی، دوم: نجی قوانین (پرسنل لا)۔ جس کی دو بنیادی اقسام، اول: دیوانی قانون (*Civil Law*) جس کا تعلق ایسے باہمی تنازعات کا فیصلہ کرتا ہے جو مال، املاک، وصیت ناموں، جائداد کی تقسیم سے متعلق

ہوں۔ دوم فوجداری قانون (Criminal Law) یہ قانون جرائم و سزاؤں سے متعلق ہے یعنی قانون کی یہ قسم جرائم کی نوعیت اور سزا سے بحث کرتی ہے۔

- انتظامی قانون: (Administration Law) حکومت اور اِس کے اداروں کے دائرہ عمل سے تعلق رکھتا ہے یعنی انتظامی احکامات اور اختیارات اور فرائض کا تعین کرتا ہے۔
- اسلامی قانون، فقہ و شریعہ (Islamic Law): دنیاوی قوانین کی بنیاد عقلاً یا رہنمائے قوم کے اذہان کی تخلیق ہوتا ہے اِس کے برعکس اسلامی قانون کی بنیاد الہام اور وحی خداوندی پر ہے اسلام میں لفظ قانون کا استعمال بہت کم ہوا ہے اِس کے بجائے فقہ اسلام نے لفظ شریعت استعمال کیا ہے۔ قرآن و سنت اسلامی قانون کے بنیادی مآخذ ہیں۔ اجتہاد، اجماع، قیاس، استحسان، مصالح مرسلہ، استدلال اور عرف و رواج ثانوی مآخذ میں شمار ہوتے ہیں۔
- فوجی قانون (Miltry Law): فوجی قانون یا ملٹری لا وہ قانون ہوتا ہے جو فوج کی قانونی برانچ بناتی ہے اور فوج کی انتظامیہ اسے فوج کے لئے نافذ کرتی ہے۔
- مارشل لا: (Martial Law) جبکہ مارشل لا اس قانون کو کہا جاتا ہے جب ایمرجنسی کی صورت حال میں ملکی قوانین کو عارضی طور پر معطل کر کے لاگو کیا جاتا ہے۔ اس قانون کو نافذ کرنے سے اس کے حکام کو یہ اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ ملکی نظم و نسق کو قائم رکھ سکتے ہیں۔
- آرڈیننس یا حکم نامے: (Ordinance) آرڈیننس یعنی حکم نامے، ایسے قوانین کو کہا جاتا ہے جو ملک کا انتظامی سربراہ وقتاً فوقتاً آئین کی رو سے مخصوص مدت کے لئے اپنے خصوصی اختیارات کی بنا پر نافذ کرتا ہے۔
- عدلیہ کے بنے ہوئے قوانین (Law of Equity): جب کسی خاص معاملے میں قانون خاموش یا مبہم ہو تو ایسی صورت میں جج صاحبان قانون کی تشریح کر کے اپنی بصیرت کے فیصلے دیتے ہیں جنہیں عدلیہ کے بنے ہوئے قوانین (Law of Equity) کہتے ہیں۔
- کامن لا: (Common Law) ایسے قوانین جن کی بنیاد رسم و رواج اور روایات پر ہوتی ہیں عدالتیں اُنھیں تسلیم کرتی ہیں ایسے قوانین کو انگریزی میں "کامن لا" کہا جاتا ہے۔
- **3.1۔ بین الاقوامی قوانین کی تعریف اور درجہ بندی:**

ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں! بیسویں صدی کے اوائل سے بین الاقوامی قانون کی دو اقسام سمجھی جاتی ہیں۔ ایک پبلک انٹرنیشنل لاء اور دوسرا پرائیوٹ انٹرنیشنل لا کہلایا جاتا ہے۔ پبلک انٹرنیشنل لا تو ملکوں اور قوموں کے درمیان تعلقات سے بحث کرتا ہے۔ جیسے ریاستوں کا علاقائی کنٹرول (زمینی، سمندری اور ہوا کی جگہ)، مذکورہ علاقے (غیر ملکی، قومیت اور پناہ) کے دائرہ کار کے اندر افراد کی ترتیب، انسانی حقوق اور ماحولیاتی نگہداشت جیسے بین الاقوامی تعاون کے معیاروں کا تحفظ اور جنگوں، قیدیوں اور زخمیوں سے متعلق قوانین۔ **جنگوں سے متعلقہ قوانین:** بین الاقوامی قانون انسانیت (International Humanitarian Law)، قانونِ جنگ (Law of War) اور مسلح تصادم کے قانون (Law of Armed Conflict) کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ نیز اقوام متحدہ کی

جانب سے 1948ء میں منظور کیے جانے والا انسانی حقوق کا عالمی اعلامیہ (*Universal Declaration of Human Rights*) بھی اس حوالہ سے ایک اہم سنگ میل ہے۔ ان قوانین کی تفصیل آئندہ صفحات میں درج ہیں۔

جبکہ پرائیوٹ انٹرنیشنل لاء کسی ملک کے اندر دو ممالک کے قوانین کے تعارض قوانین سے بحث کرتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ انگلستان میں کسی مکان کے سلسلہ میں کسی سے کوئی معاہدہ کریں۔ اس معاہدہ کے مطابق پاکستان میں اپنا مکان اس کو دے دیں۔ تو معاہدہ انگلستان کے قانون کے تحت کیا ہو گا۔ اگر ہماری عدالتوں میں زیر بحث آئے گا تو ہماری عدالت ہمارے قانون کے مطابق نوٹس لے گی یا انگلستان کے قانون کے مطابق فیصلہ کرے گی، یہ پرائیوٹ انٹرنیشنل لا کا مسئلہ ہے۔ قانون کے اس شعبہ کے بارے میں اہل مغرب کا خیال ہے کہ سب سے پہلے انہوں نے پرائیوٹ انٹرنیشنل لاء کا نظریہ دنیا کو دیا جبکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ بین الاقوامی قوانین عہد رسالت آب ﷺ میں ہی وسعت پا چکے تھے، جس کی تفصیل آئندہ صفحات میں موجود ہے۔[2]

بین الاقوامی قوانین کی اہمیت کا اندازہ صرف اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ کسی ریاست کی آزادی اور خود مختاری کا انحصار اس ریاست کے بین الاقوامی تعلقات قائم کرنے کے اختیار پر ہے۔ اگر کسی ریاست کے پاس اس قسم کے تعلقات قائم کرنے کا مکمل اختیار ہو تو اسے مکمل طور پر آزاد ریاست قرار دیا جاسکتا ہے۔ جب کہ اگر اسے یہ مکمل اختیار حاصل نہ ہو تو ایسی ریاست کو نیم خود مختار ریاست قرار دیا جاتا ہے۔

بین الاقوامی قانون کا استعمال بین الاقوامی عدالتوں اور ٹریبونلز کے توسط سے ہوتا ہے۔ عوامی بین الاقوامی قانون کی تنظیموں کی مثال کے طور پر ہم بین الاقوامی عدالت انصاف، بین الاقوامی عدالت برائے فوجداری اور انسانی حقوق کی یورپی عدالت کا تذکرہ کرسکتے ہیں۔ نیز بین الاقوامی اصولوں کی خلاف ورزی پر اقوام متحدہ کی سیکیورٹی کونسل میں بھی معاملات زیر بحث آتے ہیں۔ بین الاقوامی عدالت انصاف *The International Court of Justice*: اقوام متحدہ کے مرکزی عدالتی نظام کا بنیادی جز ہے۔ یہ عدالت امن محل، ہالینڈ میں قائم ہے۔ اس ادارے کا بنیادی مقصد ریاستوں کے مابین قانونی قضیے حل کرانا ہے اور عالمی اداروں، اجسام اور اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی جانب سے دائر کردہ قانونی و تکنیکی معاملات پر انصاف فراہم کرنا ہے۔ بین الاقوامی عدالت برائے فوجداری بھی اقوام متحدہ کی ذیلی عدالت ہے۔

- **3.2۔ بین الاقوامی قوانین اور قدیم تاریخ:**

بین الاقوامی قانون کے بنیادی تصورات جیسے کہ معاہدوں کا پتہ ہزاروں سال پرانا ہے۔ معاہدوں کی ابتدائی مثالوں میں تقریباً 2100 قبل مسیح میسوپوٹیمیا میں شہر ریاستوں لگاش اور اُمّا کے حکمرانوں کے درمیان ایک معاہدہ شامل ہے، جو ایک پتھر کے بلاک پر کندہ تھا، جس نے ان دونوں ریاستوں کے درمیان ایک مقررہ حد مقرر کی تھی[3]۔ تاریخی مصادر ان معاہدات کی بھی تفاصیل پیش کرتے ہیں جو 1292 ق م میں مصر کے بادشاہ رو سیس دوئم اور جنوبی شام کی بادشاہت ہٹیز کے درمیان ہوئے ان معاہدات کو قدیم ترین سفارتی دستاویزات کی حیثیت حاصل ہے[4]۔

قرآن کریم میں ملکہ سباء (قریباً 940 ق م) اور اللہ کے رسول حضرت سلیمان علیہ السلام کے درمیان سفارتی وفود کا تبادلہ کا ذکر ملتا ہے۔

وَاَنّی مُرسِلَۃٌ اِلَیھِم بِھَدیَۃ فَنَاظِرَۃ بِمَ یَرجِعُ المُرسَلُون[5]۔

میں انہیں ایک ھدیہ بھیجنے والی ہوں، پھر دیکھ لوں گی کہ قاصد کیا جواب کے کر لوٹتے ہیں۔

اور جب سفارتی وفد حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے ملکہ سباء کے تحائف قبول نہیں کیے تاہم ان کے سفراء کو بحفاظت واپس جانے کی اجازت دے دی۔

اِرجِع اِلَیھِم فَلَنا تِیَھُم بِجُنودِ لا قِیلَ لَھُم وَلَنُخرِجَھُم مِنھَا اَذِلَّۃ وَھُم صَاغِرُون[6]۔

ان کی طرف لوٹ جائو ہم ان پر ایسے لشکروں سے چڑھائی کرنے والے ہیں جس کے مقابلہ کی ان میں طاقت نہیں ہے اور ہم انہیں وہاں سے ذلیل و پست کر کے نکال دیں گے۔

ان آیات سے علم ہوتا ہے کہ اس وقت کے بین الاقوامی قانون کی رو سے وفود کو احترام اور امان حاصل تھی۔ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سباء سے مخالفت کے باوجود ان کے وفود کو کچھ نہیں کہا اور انہیں بحفاظت واپس جانے کی اجازت دے دی۔

یونان کی شہری ریاستوں نے اپنے درمیان تنازعات کو دور کرنے اور اپنے روابط کو منظم کرنے کے لئے Herald کا سفارتی منصب قائم کیا ہوا تھا۔ اس منصب کے حاملین کو خاص حقوق حاصل تھے[7]۔ رومیوں نے بھی بین الاقوامی تعلقات کو منظم کرنے کے لئے ایک ادارہ Fetials منظم کیا۔ رومی قوانین کے مطابق جس ریاست کے ساتھ ان کے دوستانہ تعلقات نہ ہوتے ان کے باشندوں میں سفراء کے علاوہ باقیوں کو غلام بنانا اور ان کی جائیداد چھین لینا جائز سمجھتے تھے[8]۔

اسلام سے قبل عرب کی شہری ریاستوں کے ساتھ ساتھ خانہ بدوش قبائل کو بھی سیاسی اور قانونی شخصیت کا درجہ حاصل تھا۔ وہ آزاد ریاستوں کی طرح جنگ و صلح کے معاہدات بھی کرتے تھے۔ قدیم عربوں کے ہاں خارجہ تعلقات کی تنظیم کا ادارہ ان کی حکومتوں میں بہت اہم تھا جیسا کہ مکہ کی ریاست میں یہ بنی عدی کے ذمہ تھا۔ ہاشم بن عبد مناف نے شام، روم اور غسان کے بادشاہوں کے ساتھ تجارتی معاہدات کیے تھے جس کے نتیجہ میں انہیں سردیوں اور گرمیوں کا سفر نہایت محفوظ اور آسان تھا۔ جس کا تذکرہ سورہ قریش میں کیا گیا[9]۔

4.1۔ رسول رحمت ﷺ اور بین الاقوامی قوانین:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو تمام عالم انسانیت کی جانب رسول بنا کر بھیجا گیا، یوں آپ کی حیثیت بین الاقوامی رسول کی تھی، یہی وجہ ہے کہ آپ نے بین الاقوامی قانون کو وسعت دی اور عہد رسالت مآب میں بین الاقوامی قانون کی مختلف شاخیں وجود میں آئیں۔ خارجہ پالیسی، ڈپلومیسی، سفارت کاری، پروٹوکول اور جنگوں، زخمیوں اور قیدیوں کے حوالہ سے قواعد اور اصول و ضوابط مرتب ہوئے۔ حالت امن میں بین الممالک معاہدات کے ذریعے دنیا بھر کے لوگوں کو امن و امان میسر آیا، فتنہ و فساد کا خاتمہ ممکن ہوا۔ آپ نے دین کے مکمل ہونے پر عالمی امن اور انسانی حقوق کا عالمی اعلامیہ خطبہ حجۃ الوداع کی صورت میں پیش کیا۔ جبکہ حالت جنگ میں بھی لڑنے والوں، زخمیوں ہونے والوں، قیدیوں اور پر امن شہریوں کے حقوق طے ہوئے۔ جن کا تفصیلی تذکرہ آئندہ صفحات میں موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَمَا اَرسَلنٰکَ اِلّا کَافَّۃَ لِلنّاسِ بَشیرا ونَذیرا[10]۔

اے رسول ہم نے آپ کو تمام انسانوں کی طرف خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

قرآن، حدیث اور فقہ کی طرح بین الاقوامی اسلامی قانون کے اصول وضوابط بھی رسول اللہ ﷺ کے دور میں ہی وجود میں آگئے تھے۔ آپ نے دیگر قوموں، مملکتوں اور قبائل سے بہت سے تحریری معاہدات فرمائے۔ جنگی قوانین بھی وضع ہوئے۔ خطوط وکتابت بھی ہوئی لیکن تدوین بعد کے ادوار میں ہوئی۔

- 4.2۔ **عہد رسالت مآب ﷺ میں قانون بین الاقوام:**

مسلمانوں کے قانون بین الممالک کا آغاز مکہ مکرمہ ہی میں ہو چکا تھا۔ دور نبوت ﷺ میں جہاد کے جس طریق کو اشاعت اسلام کے لئے سب سے زیادہ استعمال کیا گیا وہ بین الاقوامی یا مختلف قبائل واقوام کے تعلقات ہی تھے اور اس طرح بغیر تلوار کے اسلام کی اشاعت ممکن ہوئی۔ مکہ مکرمہ میں قریش اور مشرکین عرب سے مسلمانوں کے تعلقات کی تفصیلات سیرت طیبہ کی کتابوں میں ملتی ہیں۔ اگر رسول اللہ ﷺ کے قیام مکہ مکرمہ کے آخری تین سالوں میں حج کے موقع پر مکہ مکرمہ آنے والے مختلف عرب قبائل سے کئے گئے معاہدات بالخصوص مدینہ منورہ سے آنے والے اوسیوں اور خزرجیوں کے وفود سے مذاکرات کا جائزہ لیا جائے تو انہیں مکی دور کے بین الاقوامی روابط کا نقطہ عروج کہا جاسکتا ہے۔ یہ معاہدات بیعت عقبہ اولی اور ثانیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کی تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ خالصتا بین الاقوامی نوعیت کے معاملات تھے، جن میں امن اور صلح کی تفصیلات کے ساتھ ساتھ جنگ کی صورت میں فریقین کی ذمہ داریاں بھی بیان کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ نبوت کے چند ہی سال بعد آپ نے عرب سے باہر بھی سفیر بھیجنے کا آغاز فرمادیا تھا۔ حضور ﷺ نے صحابہ کی جماعت کو حبشہ بھیجا جس میں شاہ حبشہ کے نام ایک خط بھی روانہ فرمایا۔ یہ اسلام کے بین الاقوامی بلکہ زیادہ درست الفاظ میں بین البراعظمی تعلقات کا آغاز تھا۔

آپ نے مدینے کے قرب وجوار کے قبائل سے معاہدوں کا ایک سلسلہ شروع کیا اور مدینہ منورہ کے چاروں طرف موجود قبائل سے دوستی اور عدم جنگ کے معاہدات کرکے مدینے کی شہری ریاست کے دفاع کو مضبوط فرمایا، اس کے علاوہ جن ممکنہ دشمنوں اور مخالفین سے خطرہ ہو سکتا تھا کہ یہ مدینے پر حملہ آور ہوسکتے ہیں، ان کے قرب وجوار میں چاروں طرف اپنی دوستیاں بنائیں، قبائل سے تعلقات استوار کئے تاکہ اگر دشمن حملہ کرے تو اسے پے درپے مسلم دوست علاقوں سے گزرنا پڑے اور وہاں مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے۔ یہ تفصیلات اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ اسلام کا بین الاقوامی قانون روز اول سے ہی حقیقی معنوں میں بین الاقوامی نوعیت کا تھا۔

بین الاقوامی قانون کے حوالہ سے ایک اہم معاہدہ "میثاق مدینہ" بھی ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے اس موضوع پر ایک کتاب "دنیا کا پہلا تحریری دستور" لکھی ہے۔ جس میں سفارت کاری، پروٹوکول، امن معاہدات، جھنڈے، قیدی، لاشیں، میدان، لائن آف کنٹرول وغیرہ کی بحث شامل ہے۔

4.3۔ **عہد رسالت مآب ﷺ کی ڈپلومیسی:**

اگرچہ ڈپلومیسی کی اصطلاح 1776 میں عام ہوئی لیکن نبی کریم ﷺ نے صلح حدیبیہ، یہودی و دیگر قبائل سے معاہدات، حبشہ سمیت دیگر ریاستوں کے مابین ڈپلومیسی کا بہترین استعمال کیا۔ عہد رسالت مآب ﷺ میں ڈپلومیسی کی سب سے بڑی مثال صلح حدیبیہ ہے جو واقعتاً بعد ازاں فتح مبین ثابت ہوئی۔ لیکن جس وقت صلح حدیبیہ وقوع پذیر ہوئی اس وقت ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ مسلمان دب کر اور اپنا نقصان کر کے صلح کر رہے ہیں۔ لیکن جلد ہی دنیا نے دیکھ لیا کہ رسول اللہ ﷺ کی بہترین حکمت عملی کی بنا پر بغیر جنگ و جدل کے آپ کی حیات طیبہ میں ہی تیس لاکھ مربع کلومیٹر سے زائد رقبہ پر امن و امان قائم ہو گیا۔

4.4.1۔ عہد رسالت مآب کی خارجہ پالیسی:

رسول اللہ ﷺ کی خارجہ پالیسی دراصل وحی الٰہی کے تابع تھی، اسی لیئے اس کو تاریخ انسانیت میں سب سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی۔

تَبَارَکَ الَّذِی نَزَّلَ الفُرقَانَ عَلیٰ عَبْدِہِ لِیَکُونَ لِلعالَمِینَ نَذِیرًا۔[11]

نہایت متبرک ہے وہ جس نے یہ فرقان اپنے بندے پر نازل کیا تاکہ سارے جہان والوں کے لئے خبر دار کرنے والا ہو۔ رسول اللہ ﷺ کی خارجہ پالیسی کے اہم اصول و بین الاقوامی قوانین درج ذیل ہیں۔

- 4.4.2۔ دفاع ریاست:

رسول اللہ ﷺ کی سربراہی میں قائم پہلی اسلامی ریاست شدید بیرونی خطرات سے دوچار تھی۔ چنانچہ آپ ﷺ بیرونی حملوں کے خلاف باہمی فوجی امداد کی بنیاد پر دفاعی معاہدات کیئے، جس سے بین الاقوامی قوانین بھی وضع ہوئے۔

- 4.4.3۔ امن عالم:

آنحضرت ﷺ کی بعثت کا مقصد ہی یہ تھا کہ ایک ایسا عالمی معاشرہ قائم ہو جو امن و سلامتی پر مبنی ہو کیونکہ اسلام امن کے فروغ اور سلامتی کی ترویج کو عزیز رکھتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَلَیُبَدِّلَنَّھُم مِن بَعْدِ خَوْفِھِم اَمنًا۔[12]

اور اللہ ان کے خوف کو امن میں تبدیل کر دے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے امن عالم کے حوالہ سے مختلف قبائل اور قوموں کے مابین قوانین اور معاہدات وضع فرمائے۔

- 4.4.4۔ معاہدات کا احترام:

اسلام نے معاہدات کے پورا کرنے کے اصول پر خاص زور دیا ہے کہ معاہدات کا پورا پورا احترام کیا جائے۔ معاہدہ پر عمل درآمد میں خیانت اور خلاف ورزی کو قطعاً حرام قرار دیا ہے اور نقض عہد کو بدترین عمل قرار دیا ہے۔

یَاایُّھَا الَّذِینَ آمَنُو اَوْفُوا بِالْعُقُودِ۔[13]

اے ایمان والو! عہد و پیمان پورے کرو۔

یوں بین الاقوام معاہدات کے ذریعے بین الاقوامی قوانین بھی وضع ہوئے۔

- 4.4.5۔ التوائے جنگ اور صلح:

آپ ﷺ نے بلاجواز جنگ سے ہمیشہ گریز کیا اور ان راستوں کو پسند فرمایا جو صلح کی طرف مائل تھے۔ آپ ﷺ کا یہ طرز عمل قرآن کے اس ارشاد کے بالکل عین مطابق تھا۔

وَاِنۡ جَنَحوُا لَلسِّلۡمِ فَاجۡنَحۡ لَهَا وَتَوَكَّلۡ عَلَى اللهِ، اِنَّه هُوَ السَّمِيعُ الۡعَلِيۡم۔[14]

اے محمد ﷺ اگر دشمن مائل بہ صلح ہوں تو آپ بھی ایسا ہی کریں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ یقیناً وہی سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔ (اور اگر وہ دھوکہ دینے کی تدبیر کریں گے تو اللہ کافی ہے، وہ خدا ہی ہے جس نے اپنی مدد سے اور مومنوں کے ذریعے تمہاری تائید کی۔)

اس طرح وحی الہی کی روشنی میں یہ عظیم الشان بین الاقوامی قانون وضع ہوا۔

- 4.4.6۔ حق کی معاونت اور ظلم سے اجتناب:

رسول اللہ ﷺ کی خارجہ پالیسی کا ایک اہم اصول یہ بھی ہے کہ ہمیشہ حق کی حمایت کی جائے اور ظلم کی مخالفت کی جائے۔ مسلمانوں کو جنگ کی اجازت اس لئے دی گئی کہ عدوان اور ظلم کو روکا جائے۔ جہاں جنگ کی اجازت دی ہے وہاں طمع، انتقام اور کمزوروں پر ظلم و زیادتی سے منع کیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے!

وَمَا لَكُمۡ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَالۡمُستَضعِفِينَ مِنَ الرِّجَالَ وَالنِّساءَ وَالۡولدانَ الَّذينَ يَقُولُونَ رَبَّنا اَخۡرَجۡنامِنۡ هٰذِهِ الۡقَرِيَةِ الظَّالِمُ اُهلِهَا، وَاجۡعَلۡ لَنَا مِنۡ لَدُنكَ وَلِياً وَجعَلۡ لَناَ مِنۡ لَدُنكَ نَصيرَا۔[15]

بھلا کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان ناتواں مردوں، عورتوں اور بچوں کے چھٹکارے کے لئے جہاد نہ کرو جو یوں دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے ہمارے رب ان ظالموں کی بستی سے ہمیں نجات دے اور ہمارے اپنی طرف سے حمایتی، کارساز مقرر کر اور ہمارے لئے خاص اپنے پاس سے مددگار بنا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے!

عَن عَبدالله بِنۡ مسعُودؓ قَالَ، قالَ رَسُولۡ الله ﷺ،وَاللهِ لِتامَرنَ بِالمَعۡروُفِ وَلتَنهَوَنَ عَنِ المُنۡكِر، وَلِتاخُذُنَ عَلى يَدىَ الظَّالِمُ وَ لِتاطرنه عَلى الۡحَقِّ اطرا، وَلتقصرنه عَلى الۡحَقُّ قصرا۔[16]

واللہ تمہیں ضرور نیکی کا حکم دینا ہوگا، برائی سے روکنا ہوگا، ظالم کے ہاتھ پکڑنے ہوں گے اور اسے حق کی طرف موڑنا اور حق پر مجبور کرنا ہوگا۔

- 4.4.7۔ سفیروں کی جان کا تحفظ:

عہد رسالت مآب میں قیامت تک کے لئے یہ بین الاقوامی قانون وضع ہوا کہ سفیروں کو ہمیشہ جان کا تحفظ حاصل رہے گا۔ رسول اللہ نے مسیلمہ کذاب کے سفراء سے فرمایا!

آمنتُ بِااللهِ لَو كُنتَ قَاتلا رَسُولا قَتَلتكُما۔

اگر میں نے سفراء کو قتل کروانا ہوتا تو میں تمہیں قتل کرادیتا۔

- 4.4.8۔ سفیروں کے لیے عبادات کی سہولت اور پروٹوکول:

رسول اللہ ﷺ نے سفیروں کو ان کے دین کے مطابق عبادت کی سہولیات بھی مہیا فرمائیں۔ دین میں کسی قسم کا جبر نہ ہونا، اسلام کا بنیادی اصول ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی میں نجارن کے عیسائی سفراء کو اپنے عقائد کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت دی تھی۔ عہد رسالت مآب میں سفراء کو بہترین پروٹوکول دیا جاتا تھا جن کی تفصیلات کتب سیرت میں ملتی ہیں۔

- 4.4.9۔ رسول اللہ ﷺ کے 287 بین الاقوام معاہدات وخطوط:

رسول اللہ ﷺ کے بین االقوامی معاہدات بھی عہد اسلامی میں بین الاقوامی قوانین کا بڑا ماخذ رہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے میثاق مدینہ، معاہدہ جہینہ، معاہدہ ابوا، معاہدہ ضمریہ، معاہدہ قبیلہ غفار، صلح حدیبیہ، یہودیوں خیبر اور فدک سے معاہدات، باز نطینہ و باجگذاران روم و فارس کو لکھے گئے خطوط نیز عمال یمامہ، رئوسائے نجران، روسائے عمان، رئوسائے مدائی، رئوسائے مدائی، رئوسائے وائل و تمیم اور خطبہ حجۃ الوداع سمیت دوسوستاسی (287) وثیقہ جات ایک کتاب کی صورت میں یکجا کئے ہیں۔ جو بین الاقوامی قوانین کا ماخذ ہیں۔[17]

ان معاہدات کی وجہ سے ریاست مدینہ کو استحکام حاصل ہوا۔ معاہدات میں صلح حدیبیہ کو مرکزی اہمیت حاصل ہے کہ اسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فتح مبین قرار دیا اور صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بڑی تعداد میں تبلیغی خطوط ارسال فرمائے اور مسلمانوں کو عالم میں تبلیغ اسلام کا بھرپور موقع ملا۔ یوں بغیر خونریزی کے پورے عرب میں قیام امن ممکن ہو۔ معاہدہ صلح حدیبیہ سے عرب نے جان لیا کہ مسلمان عرب میں قریش کے برابر کی اہمیت رکھتے ہیں اور یوں وہ اسلام کی جانب کھل کر راغب ہوئے۔ اور خونریزی کے بغیر فتح مکہ کے بعد تو پورے عرب کے وفود مدینہ کی جانب دوڑ پڑے۔

- **4.5۔ رسول اللہ ﷺ کا انسانی حقوق کا عالمی اعلامیہ**

بلاشبہ خطبہ حجۃ الوداع ایک نیو ورلڈ آرڈر تھا، جو انسانی حقوق کا عالمی اعلامیہ کی حیثیت رکھتاہے۔ اس موقع ہر سوا لاکھ کے قریب صحابہ کرام موجود تھے۔ اور آپ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ اسلام کو آگے پھیلائیں۔ خطبہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے سابقہ جاہلانہ ظالمانہ نظام کی منسوخی کا اعلان کیا اور ایک اور ایک نئے دور کا آغاز کیا۔ صحیح مسلم شریف میں رسول اللہ ﷺ کے حج سے متعلق ہے!

> عَن جَابرٌ بَن عبدالله قالَ، قَالَ رَسولُ اللهِ ﷺ، اِنَّ دِماءَكُمْ وَاموالَكُم حَرامٌ عَليكمْ كَحُرمَةِ يَومِكُمْ هٰذا فِى شَهرِكُمْ هٰذا فِى بَلدِكُمْ هٰذا، اَلاَ! كُلِّ شَيئٍ مِنْ اَمرِ الْجَاهلِيةِ تَحْتَ قَدَمِى موضُوعٌ وَ دِماءِ الْجَاهِلِيَةَ مَوضُوعَةٌ...۔[18]
>
> حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ (حجۃ الوداع کے دن رسول اللہ ﷺ نے اپنے خطبے میں) ارشاد فرمایا! تمہارا خون اور تمہارا مال ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے جس طرح آج کا دن، یہ مہینہ اور یہ شہر حرام ہیں، آگاہ رہو کہ جاہلیت کے زمانہ کا سارا (ظالمانہ اور استحصالی) نظام میں نے اپنے پائوں تلے روند ڈالا ہے اور آج سے نظام جاہلیت کے سارے خون (قصاص، دیت اور انتقام) کالعدم قرار دیئے جاتے ہیں۔
>
> رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو خطبہ ارشاد فرمایا، اس میں یہ جملہ مشہور ہے۔

كلكم من آدم و آدم من تراب فليس للعربی علی العجمی فضل ولا لعجمی علی العربی ولا لا سود علی الابیض ولا بیض علی الاسود فضل الا بالتقویٰ۔[19]

تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے تھے، کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر، کسی کالے کو سرخ پر اور کسی سرخ کو کالے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں کہ برتری کا معیار صرف تقویٰ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

یا ایھا الناس انا خلقنا کم من ذکر وانثیٰ وجعلنا کم شعوباً و قبائل لتعارفو ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم۔[20]

لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے۔ تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو۔ اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔ بے شک خدا سب کچھ جاننے والا اور سب سے خبر دار ہے۔

اسلام میں پوری دنیا کی خواتین کو عبادات میں رعایت، معاشی ذمہ داریوں، جہاد و قتال، عدالتوں میں جاکر گواہی دینا، حق مہر اور نان و نفقہ کی سہولیات میسر ہونا جیسے بہت سے معاملات میں مردوں سے زائد حقوق عطا کئے گئے۔ تمام انسانوں کو حق حیات دیا گیا اور ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا گیا۔ قرآن مجید میں ہے!

من قتل نفساً بغیر نفسٍ او فسادٍ فی الارض فکانما قتل الناس جمیعاً ومن احیاھا فکانما احیاء الناس جمیعا۔[21]

جس شخص نے کسی ایک انسان کو قتل کیا، بغیر اس کے کہ اس سے کسی جان کا بدلہ لینا ہو، یا وہ زمین میں فساد برپا کرنے کا مجرم ہو، اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔

تمام انسانوں کو آزادی کا حق دیا گیا اور غلامی کا خاتمہ ہوا۔ صحیح بخاری میں حدیث قدسی ہے!

عَنْ اَبِیْ ہُرَیرَۃَ قالَ، قَال رسول اللهﷺ ، قالَ اللهُ، ثلاثةٌ اَنا خَصْمُھُمْ یومَ الْقَیاَمَۃِ، رَجُلٌ اَعْطَی بِی ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجَلٌ بَاعَ حُراً فاکَلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اسْتاجَرَ اَجِیراً، فَاستَوفَی مَنهُ وَلَمْ یُعطِ اَجْرَہُ۔[22]

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے! تین طرح کے لوگوں کا قیامت کے دن میں خود مدعی ہوں گا، ایک وہ شخص جس نے میرے نام پر عہد کیا اور وہ توڑ دیا، وہ شخص جس نے کسی آزاد انسان کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی اور وہ شخص جس نے کوئی مزدور اجرت پر رکھا، اس سے پوری طرح کام لیا، لیکن اس کی مزدوری نہیں دی۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے آخری خطبہ میں زیر دست اور ملازمین کے حقوق کے حوالہ سے بھی خصوصی احکامات کا اعلان فرمایا!

ارقائکم ارقائکم اطعموھم مما تاکلون واکسوھم مما تلبسون۔[23]

لوگو! زیر دست انسانوں کا خیال رکھنا، زیر دستوں کا خیال رکھنا۔ انہیں وہی کچھ کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور ایسا ہی پہناؤ جیسا تم خود پہنتے ہو۔ مذہب اسلام میں سود کی بجائے نظام صدقات قائم کیا گیا اور معاشی و اقتصادی استحصال کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

یا ایھا الذین آمنو ااتقو اللہ وذرو ما بقی من الربٰوا ان کنتم مومنین۔ فان لم تفعلوا فاذنوا بحربٍ من اللہ و رسولہ، وان تبتم فلکم رءوسُ اموالکم، لا تظلمون ولا تظلمون۔[24]

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ بھی سود میں سے باقی رہ گیا ہے، چھوڑ دو اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ پھر اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور رسول ﷺ کی طرف سے اعلان جنگ پر خبر دار ہو جاؤ، اور اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے لئے تمہارے اصل مال (جائز) ہیں، نہ تم خود ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔

آپ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر اعلان فرمایا!

عَنْ جَابِرْ بِنْ عَبْدُاللهِ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللهَ ﷺ،وَرِبَاءَ الْجَاهِلِيَةِ موضُوعٌ وَاَوَّلُ رِبَا اضعُ رِبَانا رِبَا عَبَّاسْ بِنْ عَبدُالمطلِبْ فَاِنَّهُ موضُوعٌ كُلُهُ۔[25]

اور جاہلیت کے زمانے کا سود بھی پامال کر دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے (اپنے چچا) عباس بن عبد المطلب کا سود معاف کرتا ہوں۔

اسلام میں ہر ایک کو تحریر و تقریر کی آزادی دی گئی اور بولنے کا حق عطا کیا گیا۔

پیغمبر اسلام کی تعلیمات میں صدقہ و انفاق اور ابعام الطعام کے حکم کو قحط وفاقہ کے انسانی مسئلہ کا حتمی حل بنایا گیا ہے۔

وَيسئَلونکَ مَا ذَا يُنفِقونْ، قُلِ العفْوَ، كَذالِکَ يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمْ الأياتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونْ۔[26]

اور یہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ (فی سبیل اللہ) کیا خرچ کریں؟ فرمادیں! جو ضرورت سے زائد ہے (خرچ کر دو)، اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنے احکام کھول کر بیان فرماتا ہے تا کہ تم غور و فکر کرو۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے!

من کان عندہ فضل ظھر فلیعد بہ علی من الاظھر لہ ومن کان عندہ فضلزاد فلیعبہ علی من لازادلہ۔[27]

جس کے پاس کوئی زائد سواری ہے تو وہ اسے دے جس کے پاس سواری نہیں ہے اور جس کے پاس زائد زاد راہ ہے وہ اسے دے جس کے پاس زاد راہ نہیں ہے۔

- **4.6۔رسول اللہ ﷺ کا جنگی قانون انسانیت**

رسول اللہ ﷺ نے وحی الٰہی کے تحت قیامت تک کے لئے یہ اصول بنا دیا کہ عام شہریوں (غیر مقاتلین) کو دوران جنگ اور جنگ کے بعد بھی مکمل آزادی حاصل رہے گی اور ان پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وقاتلو فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔[28]

اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑیں، مگر اس میں کوئی زیادتی مت کرو، اس لئے کہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ ایک غزوہ کے دوران نبی کریم ﷺ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو پیغام پہنچایا کہ

عَنْ حَنظَلَةَ الكَاتِب قَالَ، قَالَ رَسُولَ اللهﷺ، اِنْطَلِقْ اِلَى خَالِدِبْنِ الوَلِيد، فَقُل لَهُ: اِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَامُرُكَ، يُقُولُ: لا تَقْتُلَنَّ ذُرِّيَّةً، وَلا عَسِيفاً۔[29]

حضرت حنظلہ الکاتبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک غزوہ کے دوران ایک شخص کو حضرت خالد بن ولید کے پاس بھیجا اور) فرمایا! خالد بن ولیدؓ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دے رہے ہیں کہ عورتوں، بچوں، مزدوروں اور خادموں کو ہرگز قتل نہ کرنا (خواہ ان کا تعلق کسی بھی مذہب و مسلک سے ہو)۔

حضرت سلیمان بن بریدہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص کو کسی لشکر یا سریہ کا امیر مقرر فرماتے تو اسے خاص اس کے اپنے نفس کے بارے میں اللہ عزوجل کے تقویٰ کی اور اس کے مسلمان ساتھیوں کے بارے میں خیر کی وصیت فرماتے۔ پھر فرماتے، اللہ کے نام سے اللہ راہ میں غزوہ کرو۔ جس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا، ان سے لڑائی کرو۔ خیانت نہ کرو، بدعہدی نہ کرو، ناک کان وغیرہ ناکاٹو، کسی بچے کو قتل نہ کرو۔[30]

حَدّثنی اَنسُ بنُ مَالِکٌ، اَنَّ رَسولَ اللهِﷺ قال: اَنطَلِقُوا بِاسْمِ اللهِ وَبِاللهِ وَعلى مِلَّةِ رَسُولَ اللهِ ﷺ ،وَلاَ تَقتُلُو شَيْخاً فَانِياً وَلَا طِفلاً صَغيراً وَلَا امْرَاةً وَلاتَغلُوا وَضُمُّوا غناءِكُمْ وَاَصلِحُوا وَاَحْسِنُوا اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُحسِنِينَ۔[31]

حضرت انس بن مالکؓ بیان فرماتے ہیں! رسول اللہ ﷺ (مجاہدین کو رخصت کرتے وقت) فرمایا: تم لوگ اللہ کے نام سے، اللہ کی تائید اور توفیق کے ساتھ، اللہ کے رسول ﷺ کے دین پر جاؤ اور بوڑھوں کو جو مرنے والے ہوں نہ مارنا، نہ بچوں کو، نہ چھوٹے لڑکوں کو اور نہ ہی عورتوں کو اور غنیمت میں خیانت نہ کرنا، اور غنیمت کے مال کو اکھٹا کر لینا، صلح کرنا اور نیکی کرنا، اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے شام کی طرف لشکر روانہ کرتے وقت امیر لشکر کو درج ذیل دس (10) نصیحتیں فرمائیں۔

کسی عورت کو قتل نہ کرنا۔ کسی بچے کو قتل نہ کرنا۔ کسی بہت بوڑھے کو قتل نہ کرنا۔ کسی پھل دار درخت کو نہ کاٹنا۔ کسی عمارت کو برباد نہ کرنا۔ کسی اونٹ یا بکری کو کھانے کی غرض کے سوا ذبح نہ کرنا۔ کھجوروں کے کسی باغ کو آگ نہ لگانا۔ پانی میں غرق نہ کرنا۔ خیانت نہ کرنا۔ بزدلی اختیار نہ کرنا[32]۔

- 5.1.1۔ **بین الاقوامی قوانین اور اسلامی حکومتیں:**

ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں! فقہ اسلامی کی عظیم میراث میں اسلام کے قانون بین الممالک یا بین الاقوامی قانون کو "سیر" کے عنوان کے تحت مدون کیا گیا ہے۔ سیر کی اصطلاح لفظ "سیرۃ" کی جمع ہے۔ جو اسلامی ادب و تاریخ میں فن سوانح نگاری (biography)

اور بالخصوص نبی اکرم ﷺ کی سیرت طاہرہ کے لئے عام مستعمل ہے۔ اصطلاحی اعتبار سے سیر سے مراد مسلمانوں کا وہ طرز عمل یا رویہ ہے جو انہیں غیر مسلموں سے تعلقات، جنگ و صلح، دوسری ریاستوں سے میل جول اور دیگر بین الاقوامی یا بین الممالک اداروں اور افراد سے معاملہ کرنے میں اپنانا چاہئیے۔ اسلامی قانون کا وہ شعبہ جو اس موضوع کا احاطہ کرتا ہے، ''سیر'' کے عنوان سے معروف ہے۔

قانون بین الممالک کے حوالہ سے سیر کی اصطلاح استعمال کرنے کے لئے شرف اولیت کا حامل امام زید بن علی (متوفی 120 ھ) کو قرار دیا جاتا ہے۔ جنہوں نے اپنی کتاب ''المجموع فی الفقہ'' میں اس موضوع پر ایک پورا باب لکھا مگر اس موضوع پر مستقل تصنیف امام ابو حنیفہؒ (م 150 ھ) کی ''کتاب السیر'' ہے جو امام محمد بن الحسن شیبانی[33] (م 189 ھ) کی روایت سے کتاب السیر الصغیر کے نام سے موسوم ہوئی۔ اس کتاب میں شیبانی نے قرآن و حدیث کی روشنی میں اہل اسلام اور اہل حرب کے درمیان اسیروں، امان اور مستامنین، دار الحرب سے دار االسلام میں وارد ہونے والے سفراء، صلح، تحکیم، اموال غنیمت، اسلحہ، مواشی، اراضی، غلاموں، معاہدات، نقض معاہدات اور ان جیسے سینکڑوں مسائل پر بحث کی ہے۔ اس طرح اسلام کے قانون کے لحاظ سے اس کتاب کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

ہارون الرشید نے اسے اپنے عہد کے لئے سرمایہ افتخار قرار دیا اور دولت عثمانیہ کے دور میں اس کا ترکی میں ترجمہ کیا گیا۔ قانون بین الممالک میں شیبانی کو سترہویں صدی مسیحی کے فاضل سیاسی مدبر اور ماہر قانون ہیوگروشیس[34] (Hugo Grotious) م 1645ء پر سبقت حاصل ہے۔

- 5.1.2۔ قانون بین الاقوام کے حوالہ سے عظیم الشان مثال:

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ کا فتح دمشق والا واقعہ قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہے جب رومیوں نے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ سے صلح کا معاہدہ کیا اور شہر کے دروازا کھول دیا اسلامی فوج شہر میں امن و امان کے ساتھ داخل ہوئی۔ جبکہ عین اسی وقت میں شہر کی دوسری جانب سے حضرت خالد بن ولیدؓ بزور شمشیر شہر میں داخل ہوئے۔ دونوں فوجیں ایک دوسرے کو دیکھ کر نہایت حیران ہوئیں لیکن جس جگہ دونوں اسلامی فوجوں کا آمنا سامنا ہوا، وہاں حد بندی کی گئی اور یوں حضرت خالد بن ولیدؓ کی زیر قیادت بزور شمشیر فتح ہونے والے قریباً آدھے شہر پر قانون بین الاقوام سے فتح کے احکام صادر کئے گئے اور باقی آدھے شہر معاہدہ صلح کے مطابق احکامات صادر کئے گئے۔[35]

- 5.1.3۔ دوسری عظیم الشان مثال:

یہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کا ہی نتیجہ تھا کہ دوسری صدی ہجری کا وسط مسلمانوں کے عروج کا زمانہ ہے۔ یہ وہ دور تھا جب معروف دنیا کے بیش تر حصے پر اسلام کا پرچم لہرا رہا تھا۔ تینوں براعظموں پر ان کی حکومت قائم تھی۔ دنیا کی ہر طاقت ان کے سامنے سر اطاعت خم کر چکی ہے۔ اور کوئی بڑے سے بڑا حکمران مسلمانوں کا راستہ روکنے کی ہمت اور جرات نہیں کر سکتا تھا۔ ان دنوں وسط ایشیا کے مسلمان فاتح قتیبہ بن مسلم سمرقند میں فاتحانہ داخل ہوئے۔ اس فاتحانہ داخلے میں نہ کسی کی عزت و آبرو پر آنچ آئی ہے، نہ کسی کی جائداد اور مال و زر کو نقصان پہنچا لیکن بعض ایسی شرائط کی پاس داری کرنے میں کوتاہی ہو جاتی ہے جو محض رسمی نوعیت کی تھیں۔ بعض مقامی باشندے قاضی عسکر کے روبرو عرضداشت پیش کرتے ہیں جو محض چند رسمی کاروائیوں کی پاسداری نہ ہونے پر ہوتی ہے۔ قاضی اپنے ہی سپہ

سالار کے خلاف بدھ باشندوں کی شکایات سنتے ہیں، سپہ سالار قتیبہ بن مسلم کا موقف سنتے ہیں اور شہر خالی کرنے کا حکم جاری فرمادیتے ہیں اور یوں بلاچوں چراں شہر خالی کر دیا جاتا ہے۔ اہل شہر میں منادی کرائی جاتی ہے کہ اگر اس پورے عمل میں کسی کا کوئی نقصان ہوا ہو تو اسلامی شریعت کے مطابق تاوان طلب کر سکتا ہے۔ یہ واقعہ مورخ بلاذری نے فتوح البلدان کے باب فتح سمرقند میں بیان کیا ہے۔ قانون جنگ کی تاریخ میں یہ ایک منفرد مثال ہے۔[36]

- 6.1.1۔ **عہد حاضر میں بین الاقوامی قوانین کا دائرہ کار:**

بین الاقوامی قانون ان اصولوں اور معیارات کا مجموعہ ہے جو عام طور پر ریاستوں کے درمیان جنگ، سفارت کاری، اقتصادی تعلقات اور انسانی حقوق سمیت وسیع میدانوں میں ریاستوں کے لیے اصولی رہنما خطوط اور ایک مشترکہ تصوراتی فریم ورک قائم کرتا ہے۔ بین الاقوامی قانون کو "عوامی" اور "نجی" بین الاقوامی قانون میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ عوامی بین الاقوامی قانون قومی ریاستوں کے درمیان تعلقات کا احاطہ کرتا ہے اور اس میں بین الاقوامی معاہدے، سمندر کا قانون، بین الاقوامی فوجداری قانون، جنگ کے قوانین، بین الاقوامی انسانی حقوق کا قانون اور پناہ گزین جیسے شعبے شامل ہیں۔ عوامی بین الاقوامی قانون کی مزید دو شاخیں ہیں، ایک حالت امن کا بین الاقوامی قانون یا بین الاقوامی انسانی حقوق کا قانون (IHRL)، دوسرا حالت جنگ کا بین الاقوامی قانون یا بین الاقوامی قانون انسانیت (IHL)۔

اس کے برعکس "نجی بین الاقوامی قانون، اس بات سے متعلق ہے کہ آیا ممالک کے اندر عدالتیں کسی غیر ملکی شہری کے ساتھ مقدمات پر دائرہ اختیار کا دعوی کرتی ہیں اور ان مقدمات میں کون سے ملک کا قانون لاگو ہوتا ہے۔ اس کی وضاحت سابقہ صفحات میں ڈاکٹر محمود احمد غازی کے الفاظ میں کی جاچکی ہے۔

- 6.1.2۔ بین الاقوامی انسانی حقوق کا قانون (IHRL)

1625 میں، ہیوگو گروٹیئس نے بین الاقوامی قانون پر پہلا منظم مقالہ ڈی iure belli ac pacis کی پیروی کی، جو جنگ اور امن کے قوانین سے متعلق تھا۔ 1648ء کے ویسٹ فیلین معاہدے بین الاقوامی نظام کی بنیاد کے طور پر ریاستی خودمختاری کے اصول کو قائم کرنے میں ایک اہم موڑ تھے۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد امن کا ایسا نیا بین الاقوامی قانون قائم کرنے کی کوشش کی گئی جس میں لیگ آف نیشنز کو ایک سنگ بنیاد سمجھا جاتا تھا لیکن یہ کوشش ناکام رہی۔

اقوام متحدہ کا یونیورسل ڈیکلریشن آف ہیومن رائٹس انسانی حقوق کی تاریخ میں سنگ میل کی دستاویز ہے۔ دنیا کے تمام خطوں سے تعلق رکھنے والے نمائندوں کی طرف سے تیار کردہ اس اعلامیے کا اعلان پیرس میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 10 دسمبر 1948 کو کیا تھا۔ اس میں بنیادی انسانی حقوق کا عالمی سطح پر تحفظ کیا گیا ہے اور اس کا 500 سے زیادہ زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ بنیادی طور پر اس کے تیس (30) آرٹیکلز میں دنیا کے تمام انسانوں (مرد و خواتین) کو زندہ رہنے، بولنے، تقریر کرنے اور برابری کے حقوق دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح بین الاقوامی سطح پر مزدوروں کے حقوق بھی متعین کئے گئے ہیں۔

- 6.1.4۔ حالت جنگ کے بین الاقوامی قوانین (IHL)

عصر حاضر میں جب دو ممالک کی جنگ ہوتی ہے تو International Humanitarians Law لاگو ہوتے ہیں۔ اب تک کل چار جنیوا کنونشنز ہو چکے ہیں اور دنیا کے زیادہ تر ممالک ان کو تسلیم کر چکے ہیں۔ بین الاقوامی انسانی قانون کو اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل بھی تحفظ فراہم کرتی ہے۔ اس کے بین الاقوامی قانون کے تحت دوران جنگ زخمیوں اور زخمیوں کی امداد کا کام کرنے والی تنظیموں کو استثنیٰ حاصل ہوتا ہے، ایمبولینس کو نشانہ نہیں بنایا جاسکتا، ہسپتالوں اور طبی امداد کے مراکز کو نشانہ نہیں بنایا جاسکتا، ثقافتی ورثہ اور عبادت گاہوں کو نشانہ نہیں بنایا جاسکتا، امن پسند شہریوں کو نشانہ نہیں بنایا جاسکتا، بچوں، عورتوں، بوڑھوں کو نشانہ نہیں بنایا جاسکتا، بلاوجہ باغات اور فصلیں تباہ نہیں کی جاسکتیں، قیدیوں پر ظلم وستم نہیں کیا جاسکتا اور کوئی ایسا ہتھیار استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ اس حوالہ سے سوئٹزرلینڈ نے مثالی خدمات سرانجام دی ہیں۔

عصر حاضر میں حالت جنگ میں بین الاقوامی قوانین کے نفاذ کے لئے 1856ء کا پیرس اعلامیہ ایک اہم سنگ میل ہے۔ بعد ازاں یورپ کے ایک امن پسند ملک سوئٹزرلینڈ کی کاوشوں سے 1864ء میں ہونے والا پہلا جنیوا کنونشن حالت جنگ میں بین الاقوامی انسانی حقوق یا Internationa Humanitarian Law اس کی بنیادی دستاویز ہے۔ دوران جنگ عام شہریوں، خواتین، بچوں، قیدیوں اور زخمیوں کے حقوق کے لئے جنیوا کنونشن 1929ء، 1938ء کی لیگ آف نیشنز کی قرارداد اور جینیوا کنونشن 1949ء کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ 1954ء کے ہیگ کنونشن میں اقوام عالم نے دوران جنگ ثقافتی ورثہ کو محفوظ رکھنے کی ضمانت دی۔ اقوام عالم 1977ء کے جینوا پروٹوکولز اور 1978ء کے ریڈ کراس کے بنیادی اصولوں پر بھی سمجھوتہ کر چکے ہیں۔ دوران جنگ زیادہ تباہی پھیلانے والے ہتھیار، لیزر اور نیوکلیئر ہتھیار استعمال کرنے کے حوالہ سے 1980ء، 1995ء اور 1996ء میں اقوام متحدہ کے کنونشن اور پروٹوکول بھی نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ 2017ء میں اقوام متحدہ کی کاوشوں سے نوکلیئر ہتھیاروں کے استعمال پر پابندی لگادی گئی جو جنوری 2021ء سے پوری دنیا میں نافذ العمل ہو چکی ہے۔

- **7.1۔ بین الاقوامی قوانین کی ضرورت اہمیت:**

ہر دور میں ہی حالت جنگ اور حالت امن میں بین الاقوامی قوانین کی ضرورت و اہمیت مسلمہ رہی ہے قدیم یونانی ریاستوں کے مابین اور عہد اسلامی میں جب بین الاقوامی قوانین لاگو تھے اور ان کی خلاف ورزی کرنے کو زمین پر فساد پھیلانے کے مترادف سمجھا جاتا تھا، اس وقت جن ریاستوں اور علاقوں میں بین الاقوامی قوانین کا نفاذ ہوتا تھا، وہاں نہایت امن وامان تھا۔ نصوص شریعہ میں حالت جنگ اور حالت امن، دونوں صورتوں میں انسانی حقوق کی پاسداری اور نفاذ کے احکامات موجود ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا[37]

آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اُن بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کمزور پا کر دبا لیے گئے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ خدایا ہم کو اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار پیدا کر دے۔

تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ جب تک خلافت اسلامیہ مضبوط رہی، نہ صرف عرب بلکہ عرب سے دور دراز افریقہ، برصغیر، ترکستان اور یورپ میں بھی جہاں کہیں مظلوم، بے کس، بے بس اور ظلم کی چکی میں پستے ہوئے افراد نے اسلامی حکومت کو آواز دی، بین الاقوامی قوانین اور انسانی حقوق کی پاسداری کے لئے اسلامی حکومتوں نے ایسے مظلوم افراد کی مدد کی۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی مسلم علماء خلافت اسلامیہ کی ضرورت کو شدت سے محسوس کرتے ہیں یا کم از کم اسلامی تعاون کی تنظیم (OIC) کو ایک فعال تنظیم کے طور پر دیکھنا چاہتے ہیں۔

بلاشبہ اسلام میں نیکی اور خیر خواہی کے کاموں میں ایک دوسرے کا ساتھ دینے کا حکم دیا گیا ہے اور عصر حاضر میں امن عالم اور حالت جنگ و امن میں اقوام متحدہ اور سوئٹزرلینڈ کی کاوشوں سے جنیوا کنونشنز و ریڈ کراس کی کاوشیں نہایت قابل داد ہیں۔ لیکن ویٹو پاور کے حامل ممالک کے علاوہ ان کی آشیر آباد رکھنے والے ممالک بھی ان بین الاقوامی اصولوں اور قوانین کی خلاف ورزیاں کرنے کے عادی ہیں۔ کشمیر، فلسطین، چیچنیا، یوکرین، میانمار (برما)، شام، عراق، افغانستان جیسے ممالک میں انسانی حقوق کی صریح خلاف ورزیاں روز مرہ کا معمول ہیں۔ طاقتور ممالک اپنے جنگی قیدیوں کے لئے گوانتاناموبے جیسی خطرناک ترین جیلیں بناتے ہیں جبکہ کمزور سمجھے جانے والے ممالک کو دہشت گردوں کو فوری طور پر چائے پلا کر رخصت کرنا پڑتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام دنیا میں ان کا عملی نفاذ ممکن ہو سکے اور خواہ کتنا ہی طاقتور ملک کیوں نہ ہو، اس کے خلاف تادیبی کاروائی ممکن ہو سکے۔

- **8.1۔ خلاصہ مباحث**

تاریخ کے مطالعہ سے علم ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم میں بھی مختلف قبائل اور مختلف ممالک کے حکمران آپس میں تعلق رکھتے تھے اور ان کے مابین بعض اخلاقی اور معاہداتی تعلقات بھی موجود ہوتے تھے۔ عہد اسلامی میں بین الاقوامی قوانین کو خوب وسعت ملی، اس کی مختلف شاخیں وجود میں آئیں۔ خارجہ پالیسی، ڈپلومیسی، سفارت کاری، پروٹوکول اور جنگوں، زخمیوں اور قیدیوں کے حوالہ سے قواعد اور اصول وضوابط مرتب ہوئے۔

عہد رسالت مآب و خلافت اسلامیہ سے قبل تک حالت جنگ و امن میں بین الاقوامی قانون محض اخلاقی طور پر نافذ تھا، جس کی خلاف ورزیاں عام تھیں، سفراء قتل کر دیئے جاتے، مختلف قومیں اور قبائل معاہدات کی پیروی نہ کرتے، چھوٹے چھوٹے معاملات پر تلواریں نکل آتیں اور مسلسل جنگیں جاری رہتیں۔ قیدیوں کو غلام بنالیا جاتا، جن سے جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا اور انہیں کسی قسم کے کوئی حقوق نہ دیئے جاتے۔ حالت امن میں بھی انسانی حقوق محض طاقتور لوگوں کو حاصل تھے۔

عہد رسالت مآب ﷺ اور خلافت اسلامیہ میں حالت جنگ اور امن میں بین الاقوامی قوانین کا پوری طرح سے نفاذ ہوا۔ مرد، خواتین، بچوں، بوڑھوں، ذمیوں، جانوروں اور نباتات تک کے حقوق متعین ہوئے۔ خواتین کو مردوں سے زائد حقوق عطا کئے گئے جبکہ مردوں کے فرائض بڑھ گئے۔ جنگی قیدیوں کو تاریخ میں پہلی مرتبہ کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ دی جاتی اور بغیر کسی شرط کے آزاد کر دیا جاتا یا تبادلہ کیا جاتا۔

رسول اللہ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر پوری دنیا کے لئے نیو ورلڈ آرڈر کے طور پر، آدم کی تمام اولاد کو برابری عطا کی، غریب اور امیر کا فرق ختم ہوا، مسلم و غیر مسلم کو ہر طرح کی مذہبی آزادی دی گئی، ہر شخص کو زندہ رہنے، روزگار کے لئے کاوش

کرنے، اظہار رائے اور ہر طرح کی آزادی دی گئی۔ ایسے ظالم سرداروں اور بادشاہ جنہوں نے ظلم کیا، زمین پر فساد برپا کیا اور بین الاقوامی قوانین کی کھلی خلاف ورزیاں کیں، سفراء کو قتل کیا، کمزور لوگوں پر ظلم کیا یا بین الاقوامی معاہدات کی پابندی نہ کی تو ایسے ظالم حکمرانوں کو سبق سکھایا گیا اور مظلوم انسانوں کو ان کے ظلم وستم سے نجات دلائی گئی۔ کیونکہ قرآن کریم واحادیث میں اس حوالہ سے واضح احکامات موجود ہیں!

عہد رسالت مآب اور اسلامی خلافتوں میں بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزیوں پر قاضی ان قوانین کی روشنی میں فیصلہ کرتے اور اس بات کو یقینی بنایا جاتا کہ حالت جنگ یا امن میں بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی نہ ہو۔

سقوط بغداد کے بعد مسلم سلاطین کی عملداری میں موجود ریاستوں اور معاہد ریاستوں میں بین الاقوامی قوانین کا نفاذ مسلم سلاطین اور خلافت عثمانیہ کے خلفاء کے لئے ممکن نہ رہا اور یوں وقت کے ساتھ حالت جنگ وحالت امن کے بین الاقوامی قوانین محض کتب کا حصہ بن کر رہ گئے۔

1625 میں، ہیوگو گروٹیئس کا بین الاقوامی قانون پر پہلا منظم مقالہ اور 1648ء کے ویسٹ فیلین معاہدے بین الاقوامی نظام کی بنیاد کے طور پر ریاستی خود مختاری کے اصول کو قائم کرنے میں ایک اہم موڑ تھے۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد لیگ آف نیشنز کے ذریعہ امن کا ایک نیا بین الاقوامی قانون قائم کرنے کی بھی ناکام کوشش کی گئی۔ البتہ اقوام متحدہ کا یونیورسل ڈیکلریشن آف ہیومن رائٹس انسانی حقوق کی تاریخ میں سنگ میل کی دستاویز ہے جو 10 دسمبر 1948 کو منظور کیا گیا۔

عصر حاضر میں حالت جنگ میں بین الاقوامی قوانین کے نفاذ کے لئے 1856 کا پیرس اعلامیہ ایک اہم سنگ میل ہے۔ بعد ازاں یورپ کے ایک امن پسند ملک سوئٹزر لینڈ کی کاوشوں سے 1864ء میں ہونے والا پہلا جنیوا کنونشن حالت جنگ میں بین الاقوامی انسانی حقوق یا Internationa Humanitarian Law اس کی بنیادی دستاویز ہے۔ دوران جنگ عام شہریوں، خواتین ، بچوں، قیدیوں اور زخمیوں کے حقوق کے لئے جینوا کنونشن 1929ء، 1938ء کی لیگ آف نیشنز کی قرارداد اور جینیوا کنونشن 1949ء کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ 1954ء کے ہیگ کنونشن میں اقوام عالم نے دوران جنگ ثقافتی ورثہ کو محفوظ رکھنے کی ضمانت دی۔ اقوام عالم 1977ء کے جینوا پروٹوکولز اور 1978ء کے ریڈ کراس کے بنیادی اصولوں پر بھی سمجھوتہ کر چکے ہیں۔ دوران جنگ زیادہ تباہی پھیلانے والے ہتھیار، لیزر اور نیوکلیئر ہتھیار استعمال کرنے کے حوالہ سے 1980ء، 1995ء اور 1996ء میں اقوام متحدہ کے کنونشن اور پروٹوکول بھی نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ 2017ء میں اقوام متحدہ کی کاوشوں سے نوکلیئر ہتھیاروں کے استعمال پر پابندی لگادی گئی جو جنوری 2021ء سے پوری دنیا میں نافذ العمل ہو چکی ہے۔ اس امر کی ہے کہ دنیا بھر میں حالت جنگ وامن میں بین الاقوامی قوانین کا عملی طور پر نفاذ ممکن ہو سکے اور کوئی بھی طاقتور ملک بین الاقوانی قوانین کی خلاف ورزی نہ کر سکے۔

نتائج:

- معلوم انسانی تاریخ میں حالت جنگ اور امن کے بین الاقوامی قوانین قدیم یونان وروم کی حکومتوں میں بھی موجود تھے۔

- عہد رسالت مآب ﷺ اور اسلامی ادوار میں ان کو خوب وسعت ملی اور خارجہ پالیسی، ڈپلومیسی، سفارت کاری، پروٹوکول اور جنگوں، زخمیوں اور قیدیوں کے حوالہ سے قواعد اور اصول وضوابط مرتب ہوئے۔ بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزیوں پر قاضی ان قوانین کی روشنی میں فیصلہ کرتے اور اس بات کو یقینی بنایا جاتا کہ حالت جنگ یا امن میں بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی نہ ہو۔
- سقوط بغداد کے بعد مسلم سلاطین کی عملداری میں موجود ریاستوں اور معاہد ریاستوں میں بین الاقوامی قوانین کا نفاذ مسلم سلاطین اور خلافت عثمانیہ کے خلفاء کے لئے ممکن نہ رہا اور یوں بین الاقوامی قوانین محض کتب کا حصہ بن کر رہ گئے۔
- 1625 میں، ہیوگو گروٹیئس کا بین الاقوامی قانون پر پہلا منظم مقالہ، عصر حاضر میں بین الاقوامی قوانین کی بنیاد بنا۔ حالت امن میں بین الاقوامی قانون کے طور پر اقوام متحدہ کا یونیورسل ڈیکلریشن آف ہیومن رائٹس (International Human Rights Law) انسانی حقوق کی تاریخ میں سنگ میل کی دستاویز ہے جو 10 دسمبر 1948 کو منظور کیا گیا۔
- عصر حاضر میں حالت جنگ میں بین الاقوامی قوانین کے نفاذ کے لئے 1856ء کا پیرس اعلامیہ ایک اہم سنگ میل ہے۔ بعد ازاں یورپ کے ایک امن پسند ملک سوئٹزر لینڈ کی کاوشوں سے 1864ء میں ہونے والا پہلا جنیوا کنونشن حالت جنگ میں بین الاقوامی انسانی حقوق یا Internationa Humanitarian Law اس کی بنیادی دستاویز ہے۔ تاحال پوری دنیا میں نیوکلیئر اور دیگر زیادہ تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کے استعمال، جنگوں میں امن پسند شہریوں، خواتین، بچوں اور غیر مقاتلین کے علاوہ ثقافتی ورثہ کی ضمانت کے قوانین کو بھی پوری دنیا میں تسلیم کیا جا چکا ہے۔
- ضرورت اس امر کی ہے کہ دنیا بھر میں حالت جنگ وامن میں بین الاقوامی قوانین کا عملی طور پر نفاذ ممکن ہوسکے اور کوئی بھی طاقتور ملک بین الاقوانی قوانین کی خلاف ورزی نہ کرسکے۔

تجاویز وسفارشات:

حالت جنگ اور امن کے لئے بین الاقوامی قوانین نہایت اہمیت کے حامل ہیں لیکن طاقتور ممالک ان پر جب چاہیں عمل درآمد نہیں کرتے۔ جس کی بڑی مثال گوانتاناموبے میں ہونے والی کھلی خلاف ورزیاں ہیں۔ اب تک کل چار جنیوا کنونشنز ہو چکے ہیں اور دنیا کے زیادہ تر ممالک ان کو تسلیم کر چکے ہیں۔ بین الاقوامی انسانی قانون کو اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل بھی تحفظ فراہم کرتی ہے۔ اقوام متحدہ کے 193 رکن ممالک میں سے پانچ طاقتور ممالک کو ویٹو پاور حاصل ہے کہ وہ بین الاقوامی قوانین کی کھلی خلاف ورزیاں بھی کریں اور پھر اس معاملے کو چوری اور سینہ زوری کے مصداق، ویٹو بھی کر دیں۔ لہذا حالت جنگ وامن کے بین الاقوامی قوانین کا عملی طور پر نفاذ کے لئے ویٹو پاور کا خاتمہ ضروری ہے تاکہ تمام اقوام عالم کو برابری کے حقوق مل سکیں۔

دنیا بھر میں دوران جنگ، قیدیوں کا ان کے گھر والوں سے رابطہ کرانے، انہیں خوراک وادویات مہیا کرنے، زخمیوں کو ہسپتال پہنچانے، علاج معالجہ کی سہولیات پہنچانے، محصور بچوں، خواتین اور غیر مقاتلین کو تحفظ وخوراک وادویات پہنچانے، نیوکلیئر ودیگر خطرناک ہتھیاروں کے استعمال پر پابندی، نیز حالت امن میں بھی سیلاب، زلزلہ اور دیگر آفات کے دوران اللہ کی مخلوق کی خدمت کرنے کے حوالہ سے جنیوا کنونشنز اور آئی سی آر سی کے ذریعہ سوئٹزر لینڈ نے مثالی خدمات سرانجام دی ہیں۔ دنیا بھر کے ممالک کو سوئٹزر

لینڈ کو مثال بنا کر خدمت خلق کرنی چاہئے اور ہر طرح سے ریڈ کراس موومنٹ جسے پاکستان میں انجمن ہلال احمر کہا جاتا ہے کی بھرپور معاونت کرنی چاہئیے۔

خلافت عثمانیہ کے خاتمہ کے بعد سے مسلم سکالرز مسلم اکثریتی ممالک کو ایک اسلامی خلافت کے جھنڈے تلے ہونے کی ضرورت کو شدت سے محسوس کرتے ہیں یا کم از کم اسلامی تعاون کی تنظیم (OIC) کو ایک فعال تنظیم کے طور پر دیکھنا چاہتے ہیں تاکہ تمام اسلامی ممالک کی جانب سے پوری دنیا میں ہونے والے بین الاقوامی قوانین اور حالت جنگ وامن میں انسانی حقوق کی پاسداری کے لئے مذہبی فریضہ کے طور پر کام ہو سکے۔

انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر ایک عام شخص کو بھی یہ سہولت دستیاب ہونی چاہئے کہ وہ عالمی عدالت انصاف میں اپنے بنیادی حقوق کے حصول کے لئے مقدمہ کر سکے اور عالمی عدالت انصاف اقوام متحدہ کے ممبر ملک میں موجود کسی بھی شخص یا گروہ کو تحفظ دلا سکے اور اسے ریاست کے معاملات میں مداخلت نہ سمجھا جائے۔ شاید یہی وہ واحد راستہ ہے جس کے ذریعہ فلسطین، کشمیر، یوکرین، شام، لبنان، چیچنیا، ہندوستان، میانمار (برما) یا دیگر ایسے ممالک جہاں انسانی حقوق کی کھلی خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں، میں امن وامان کے قیام کو ممکن بنایا جا سکے جو مذہب اسلام کا بھی بنیادی مقصد ہے۔

جس طرح سمندری، زمینی اور فضائی حدود اور راستوں سے متعلق بین اال اقوامی قوانین ہیں یا مزدوروں، بچوں، بوڑھوں، خواتین اور انسانی حقوق سے متعلق بین لاقوامی قوانین ہی ثقافتی ورثہ، نیوکلیر ہتھیار، زیادہ نقصان پہنچانے والے ہتھیار سے متعلق ہیں، اسی طرح بین المذاہب شدت پسندی میں کمی لانے کے حوالہ سے بھی قوانین ہونے چاہیں کہ انسانیت پہلے ہے اور مذاہب بعد میں ہیں۔

حوالہ جات:

1. M.S. Ram Rao, Jurisprudence Legal Theory, Msrlawbooks, India, 2012, p.08.
2. Ibid.
3. Nussbaum Arthur, A concise history of the law of nations. New York,1954, p. 2.
4. Dr. Hamidullah, The Muslim Conduct of State, Ashraf Publishers Lahore,1996,p.47,48.
5. Al-Qurān, 27: 35.
6. Ibid., 27: 37.
7. Besuni, M.Sharif, Fi Zill e Qanoon e Islami, Kulyat ul Uloom Saudia, 1404 A.H. p.702.
8. Dr.Hamidullah, Rasool Allah ki siasi zindagi, Dar ul Isaha't Karachi, 1984, p.29. ،
9. Al-Qurān 106: 1 to 4.
10. Ibid., 34: 28.
11. Ibid., 25:01.
12. Ibid., 24:55.
13. Ibid., 05:01.
14. Ibid., 08:61-62.
15. Ibid., 4:75.
16. Abu-Daud, Suleman bin Ashat, al-Sunan Abu-Daud, Kitab ul Zakat, Bab Fazeelat Saqaya, Hadith no.4336.
17. Dr.Hameed Ullah, Siyasi Wasiqa Jat Az Ehde Nabwi Ta Khilafat e Rashida, Majlis Taraqqi Urdu Lahore, 2005, p.5,6.
18. Muslim bin Al-Hajjāj, Sahi Al-Mislim, Kitab ul Hajj, Bab Hajjate Rasool Allah, Hadith no.2950.

[19]. Dr. Nisar Ahmad, Professor, Khutba Hujjatul Wida, Baitul Hikmat Lahore, 2005, p.185.
[20]. Al-Qurān 49:13.
[21]. Ibid., 5:32.
[22]. Al-Bukhārī , Sāhi Al-Bukhārī, Kitab ul Bae, Bab , Hadith no.2227.
[23]. Dr. Nisar Ahmad, Khutba Hijjat ul Wida, p.191.
[24]. Al-Qurān 02:278, 279.
[25]. Al-Muslim, Sahi Al-Muslim, Kitab ul Haj, Bab Hajjate Rasool Allah. Hadith no.2950.
[26]. Al-Qurān 02:219.
[27]. Al-Muslim, Sahi Al-Muslim, Kitab ul Ashia, bab Man Kana Indahu, Hadith no. 4517.
[28]. Al-Qurān 22:39, 40.
[29]. Abu-Daud, Al-Sunan Abu-Daud, Kitab ul Jihad, Bab Antaliqoo Bismi Allahe wabillahe, Hadith no.2614.
[30]. Safi ur Rahman Mubarak Puri, Al-Rahiq ul Makhtoom, Al-Maktaba Salfia Lahore, 1995, p.595.
[31]. Ibne Maja, Sunan Ibne Maja, Kitab ul Jihad, Bab La Taqtulu, Hadith no.2842.
[32]. Imam Malik bin Ans bin Malik, Kitab ul Jihad, Bab ul Gharat ul Biat o Qataluun Nisa o Sabian, Hadith no.2842.
[33]. Imam Muhammad bin Hasan Shibani was the student of Imam Abu Hanifa & Teacher of Imam Shafi' & other famous scholars. He wrote many books on Hadith, fiqh & International Relation. He died in Ray, Iraq in 805 AD.
[34]. Hugo Grotius was a Dutch diplomat, lawyer, jurist & philosopher. He wrote book & many articles on International Relaton. He died in Germany in 1645 AD.
[35]. Ibid, p.75.
[36]. Ibid.
[37] Al-Quran, 4:75.